تلوک چند محروم کی شاعری میں اخلاقی رجحانات

ڈاکٹر اصغر علی بلوچ

Dr. Asghar Ali Baloch

Chairperson, Dapartment of Urdu,
Govt. College University, Faisalabad.

Abstract:

Tilok chand Mehroom is the prominent figure in Urdu poetry.Through his Poetry,he taught ethics and love . He was contemporary of Iqbal,that is the reason why he got influence of Him and depicted nature in his poetry. He also presented cultural and social issues in his poetry. In this article ,analysis of his poetry is done with poetic example .

محروم جس زمانے میں پیدا ہوئے وہ اُردو شاعری کا عبوری دَور تھا۔ ایک طرف روایتی شاعری اور دوسری طرف حالی کے زیرِاثر قومی، اصلاحی اور نیچرل شاعری کا دور دورہ تھا۔ انہوں نے جدید شاعری کی راہ اپنائی اور حاؔلی کی ڈگر پر چلتے ہوئے سماجی، قومی، سیاسی اور اصلاحی شاعری کی طرف راغب ہوئے۔ ان کی شاعری میں مناظرِ فطرت سے وہی شیفتگی پائی جاتی ہے جو ''مخزن'' کے دیگر لکھنے والوں کے ہاں موجود ہے۔ اُن کی نیچرل رنگ کی نظمیں بلند پایہ اور اعلیٰ درجے کی حامل ہیں۔ اُن کا موضوع قومی اور اصلاحی ہے۔ چونکہ اُن کا تعلق عمر بھر درس و تدریس سے رہا اس لیے اُن کے ہاں اخلاقی اقدار کی پاسداری اور ان کی ترویج پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ ڈاکٹر عبدالوحید کے مطابق:

> ''ان کی منظومات میں پند و نصائح کی بھی کمی نہیں، بظاہر اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ محروم صاحب کی زندگی درس و تدریس میں گزری ہے اس لیے انہیں بچوں اور نوجوانوں کے لیے نصیحت آموز باتیں سوچنے کا موقع ملا ہے اور یہ خیالات نظم کی صورت میں ڈھل کر اُن کے کلام کا ایک مستقل جزو بن گئے ہیں، لیکن خوبی یہ ہے کہ وہ نصیحت آموز باتیں ایسے دل کش پیرائے میں بیان کرتے ہیں کہ پڑھنے والے کو گراں نہیں گزرتیں اور یہی وہ گُر ہے جو انہیں اس فن میں کامیاب بناتا ہے۔''(۱)

معاصرینِ اقبالؔ میں محرومؔ کو خاص اہمیت حاصل ہے اور وہ اقبالؔ سے جو عقیدت اور محبت کا اظہار کرتے ہیں وہ اُن کی نظم 'سلام و پیام' سے مترشح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی بعض نظمیں اقبالؔ کے شعوری تتبع کا پتا دیتی ہیں بقول عبدالقادر سروری:

> ''ان کی بعض نظمیں جو اقبال سے ملتے جلتے موضوعات پر لکھی گئی ہیں شعوری طور پر اقبال کا اتباع معلوم ہوتی ہیں۔''(۲)

یہ حقیقت ہے کہ محرومؔ نے جب شاعری کا آغاز کیا تو وہ اقبالؔ اور چکبست سے متاثر ہوئے اور سرکاری ملازم ہونے کے باوجود قومی، سیاسی اور مزاحمتی انداز کی نظمیں تخلیق کرنے لگے، اگرچہ بعض خطرات کی بنا پر 'صحرا نشیں' کے قلمی اور دیگر فرضی ناموں سے چھپتے رہے لیکن ادبی محاذ پر ہمیشہ آزادی، بے باکی اور مزاحمت کا علم بلند رکھا۔ اُن کی شاعری کی خصوصیات پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں:

> ''انسان کو اخلاقی طور پر استوار، ملک کو آزاد اور قوم کو خوش حال دیکھنا اُن کی سب سے بڑی تمنا ہے اور یہی درد اور آرزومندی ان کی شاعری کی جان ہے۔''(۳)

محرومؔ کی شاعری نے کئی نسلوں کی ذہنی، اخلاقی اور سیاسی تربیت کی کیونکہ وہ مختلف مدارج کے طلبا کو تعلیم دیتے رہے اور ان کی شاعری درسی نصاب کا حصہ رہی اس لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ ہمارے قومی، تہذیبی اور ادبی مزاج کا حصہ ہیں۔ محرومؔ کی شاعری بنیادی انسانی اقدار کی شاعری ہے جس میں صداقت، حق گوئی، غیرت وحمیت، اتحاد و رواداری، مہر و وفا اور ایثار و محبت جیسے صالح عناصر پائے جاتے ہیں۔ اُن کی قومی شاعری کے نمونے اُن کے مجموعہ کلام 'کاروانِ وطن' میں موجود ہیں۔ اس مجموعے کی تمہید میں جگن ناتھ آزاد کہتے ہیں:

> '' زیرِ نظر کتاب 'کاروانِ وطن' سیاسی منظومات کا مجموعہ ہے۔ اس مجموعہ کی سیاست وطن اور جذبہ حب الوطن کے گرد گھومتی ہے، یہی ان کی نظموں کا مرکزی خیال ہے۔''(۴)

محرومؔ نے اہلِ وطن کو سیاسی، تہذیبی اور فکری حوالوں سے مستحکم کرنے کی تعلیم دی ہے وہ جہالت، مایوسی اور نفاق کے اندھیرے میں علم، رواداری اور اُمید کی شمع جلاتے ہیں۔

اے جہالت دور ہو کافور ہو ہٹ بھاگ جا علم کی دیوی کئے سولہ سنگار آنے کو ہے
اے تعصب جا کہیں ماوا و ملجا ڈھونڈ لے تجھ پہ آفت ہند میں اے نابکار آنے کو ہے (۵)

محرومؔ نے جملہ اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے لیکن اُن کا رجحان ملی، وطنی، سیاسی، اصلاحی اور نیچرل نظم نگاری کی طرف زیادہ رہا۔ اُن کے ہاں فطرت کی عکاسی کے پس منظر میں بھی حب وطن کا جذبہ نمایاں ہے یہی وجہ ہے کہ وہ فطرت کے پس پردہ رہ کر کوئی نہ کوئی اخلاقی اور اصلاحی پیغام دینا چاہتے

ہیں۔ بقول ڈاکٹر سید عبداللہ:

> ”فطرت کے جمال سے وہ محظوظ ہوئے، اگرچہ حسن فطرت سے اُن کا یہ رابطہ زندگی کی دانش اور عبرت و پند آموزی کا وسیلہ ہے براہِ راست حصولِ مسرت نہیں، مگر حکمت ایزدی کی جو شہادتیں فطرت کے مناظر و مظاہر میں پھیلی ہوئی ہیں اُن کا یقین ایک غم پسند آدمی کے لیے ولولۂ زندگی پیدا کرنے کا باعث ہوا ہے۔“(۶)

فطرت نگاری کے ضمن میں اُن کی نظموں میں ’پھول‘، ’باد بہاری چلی‘، ’دھوپ‘، ’کوہِ مری‘، ’نوائے بہار‘، ’نشاط‘، ’آندھی‘، ’عالمِ آب‘، ’اترا ہوا دریا‘، ’دریائے سندھ کی یاد میں‘ اور ’نور جہاں کا مزار‘ وغیرہ زیادہ مشہور ہیں لیکن ان نظموں کے پیچھے محروم کا وہی اخلاقی اور اصلاحی نقطہ نظر پوشیدہ ہے جو فطرت کے عقب سے جھانکتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اُن کے مجموعہ کلام ’گنج معانی‘ میں باقاعدہ عنوانات کے تحت اُن کے مستقل موضوعات پر نظمیں شامل ہیں۔ حمد و نعت، جذباتِ فطرت، مناظر فطرت، رامائن کے سین، پند و نصائح، سیر گلستان، نکاتِ شیکسپیئر، یادِ رفتگاں، طوفانِ غم، تقریبات، تضمینات، قطعات، عاشقانہ کلام۔ قند پارسی وغیرہ کے عنوانات اُن کے ہاں موضوعات کی رنگا رنگی کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اُن کی فکری نہج کی نشاندہی بھی کرتے ہیں۔ وہ اپنی نظم ”مہاتما بدھ دیوان شاہی میں آخری رات“ میں فلسفہ زندگی کو یوں بیان کرتے ہیں:

اے فریب الفت فانی نہ تو بھٹکا مجھے   آہ اے جھوٹی محبت، دے نہ اب دھوکا مجھے
دیدنی ہے روئے گل، پر اس سے مطلب کیا مجھے   گھر نظر آیا ریاضِ دہر کانٹوں کا مجھے
یہ کشاکش ہائے بے جا ہے سلاسل کی طرح   توڑ دوں ان کو طلسمِ نقش باطل کی طرح (۷)

محروم کی اسی غم پسندی کے فلسفے کے پیش نظر سید عبداللہ نے انہیں غم پسند شاعر قرار دیا ہے۔ اسی باعث ”گنج معانی“ کے دیباچہ نگار سر عبدالقادر رقم طراز ہیں:

> ”ایک اور چیز جو اُن کے کلام میں زیادہ پائی جاتی ہے، وہ کیفیت غم ہے، بہار ہو یا خزاں قدرت کے ہر منظر کو دیکھ کر اُن کے دل کا کوئی نہ کوئی زخم تازہ ہو جاتا ہے، معلوم ہوتا ہے قدرت نے درد و گداز طبیعت میں حد سے زیادہ رکھا تھا۔“(۹)

یہی درد و گداز ہے جو اُن کی شاعری میں انسانی محبت اور حب الوطنی کا روپ دھار لیتا ہے اور وہ یادِ رفتگاں میں بھی انسانیت کے نقوش کھوجتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ محروم کی فکری پختگی نہ صرف ”گنج معانی“ میں نظر آتی ہے بلکہ ”نیرنگ معانی“ میں زیادہ کھل کر سامنے آتی ہے بقول عبدالقادر سروری:

> ”یہ صحیح ہے کہ حضرت محروم کی طبیعت کا مخصوص رجحان یعنی معنی یابی اور درون میں ’گنج‘ اور ’نیرنگ‘ دونوں میں نمایاں ہے لیکن ’نیرنگ‘ میں اُن کا عرفانِ نظر کئی

منزل آگے بڑھ گیا ہے۔’’(۱۰)

’’گنجِ معانی‘‘ میں پند و نصائح کے زیرِ عنوان ‘خدا کی امانت’، ‘جگانے کی گھڑی’، ‘علم’، ‘ترغیبِ سفر’، ‘شراب’، ‘اُستاد’، ‘حسن اور زیور’، ‘حیاتِ جاوید’ جیسی نظموں میں اُن کا فلسفہ خیال اُبھر کر سامنے آتا ہے۔ نظم ‘حسن اور زیور’ میں عمل کی اہمیت یوں واضح کرتے ہیں:

زیور سے ہو نہ طالب افزائش جمال   کچھ اور ہے ذریعہ آرائشِ جمال
حسن عمل سے روح کو اپنی نکھار تو   پھر دیکھ حسن روکش گل کی بہار تو
لے حسن مستعار، نہ زر سے نہ سیم سے   دے رُخ کو تاب جلوۂ حسن قدیم سے
تیرے عمل حسیں ہیں تو بیشک حسیں ہے تو   گو رشک ماہتاب بظاہر نہیں ہے تُو (۱۱)

نظم ‘دارالغرور’ میں حرص، ہوس اور تکبر کی مذمت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اہل ہوس کو حرص کی وسعت کا فخر ہے   ھل من مزید کہنے کی عادت کا فخر ہے
قانع کو اپنے گنج قناعت کا فخر ہے   ہمت کا اور غیور طبیعت کا فخر ہے
معیوب ہو نہ ہو پہ تکبر ضرور ہے   دنیا ہے جس کا نام وہ دارالغرور ہے (۱۲)

اسی طرح ‘نکات شیکسپیئر’ کے زیرِ عنوان مختلف اخلاقی موضوعات پر بحث ملتی ہے ‘رحم’، ‘میسر’، ‘نصیحت’، ‘قناعت’، ‘صادق دوست کی پہچان’، ‘بزدلی’، ‘فضول خواہشات’، ‘تلقین صبر’، ‘طاقت اور استعمال طاقت’، ‘محنت اور عشرت’، ‘بدسرشت’، ‘قدر شے کارِ احسن’، ‘ادائیگی حق’، ‘عروج و زوال’، ‘ظاہرداری’ وغیرہ ایسی نظمیں ہیں جن کے عنوانات سے ہی اُن کی اخلاقی حیثیت واضح ہو جاتی ہے۔ نظم ’’طاقت اور استعمال طاقت‘‘ ملاحظہ ہو اور آج کے سنگین عصری تقاضوں اور حالات کے پس منظر میں اس کی معنویت پر غور کریں:

دیو کی طاقت تن انساں میں ہے   بے گماں سرمایۂ صد افتخار
اس کا استعمال لیکن مثل دیو   آدمی کے واسطے ہے ننگ و عار (۱۳)

لسان العصر اکبرالہ آبادی نے محروم کی شاعری پر صائب منظوم تبصرہ کیا ہے:

ہے داد کا مستحق کلامِ محروم   لفظوں کا جمال اور معانی کا ہجوم
ہے ان کا سخن مفید و دانش آموز   ان کی نظموں کی ہے جا بجا ملک میں دھوم (۱۴)

محروم مزاجاً فتنہ و فساد اور ظلم و جبر کے خلاف تھے وہ جرات گفتار کو جرات کردار میں بدلنے کے خواہاں تھے اور اپنی نظموں میں ‘تسکین روح’، ‘چراغِ راہ’ اور ‘جذباتِ فطرت’ کے متلاشی رہے۔ (۱۵) محروم کی شاعری میں ‘رباعیاتِ محروم’ کا مستقل مجموعہ بھی شامل ہے جس میں حکمت و اخلاق سے بھرپور رباعیات کی موجودگی اُن کی اخلاقی حیثیت پر دال ہے۔ ایک رباعی ملاحظہ ہو:

الفت کا مآل، دیکھنا تھا اے دل   اپنا بھی زوال، دیکھنا تھا اے دِل

خوبانِ جہاں پہ تو بہت للچایا اپنا بھی جمال، دیکھنا تھا اے دِل (۱۶)

مختصر یہ کہ محروم کے ہاں سیاسی، سماجی، اخلاقی، اصلاحی اور نیچرل موضوعات دراصل اُن کی انسان دوستی، آزادی پسندی اور وطن دوستی کے مظاہر ہیں، جن میں اُن کی شخصیت کا پرتو، عصری تقاضے اور فکری بلوغت نظر آتی ہے۔ شان الحق حقی اُن کے بارے میں بجا کہتے ہیں:

> ''وہ سراسر زندگی کی مثبت قدروں کے پجاری تھے اور منفی رجحانات سے گریز کرتے تھے۔ اُن کا جذبہ حب الوطنی بھی ہر قسم کے لاگ لگاؤ سے پاک تھا اور جذبہ آزادی پر بھی 'بغاوت' کا کوئی پرتو نہ تھا۔ وطن دوستی ان کے نزدیک انسان دوستی ہی کا ایک روپ تھی۔ اُن کے کلام سے ایک نیک نیت، نیک سیرت اور عالی ظرف انسان کا تصور پیدا ہوتا ہے۔ جس کا فکر بڑا سنجیدہ اور ایک مستحکم نظام اخلاق سے وابستہ ہے۔''(۱۷)

سچ یہ ہے کہ محروم واقعی ایک محبِّ وطن، انسان دوست شاعر کی حیثیت سے ظلم و جبر کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں اُن کے ہاں تشدد نہیں 'جیو اور جینے دو' کا اُصول کارفرما ہے۔

حوالہ جات

۱۔ عبدالوحید، مرتب: جدید شعرائے اُردو (دورِ متوسطین)، لاہور: فیروز سنز، س۔ن، ص:۱۷۰

۲۔ عبدالقادر سروری، جدید اُردو شاعری، لاہور: کتاب منزل، ۱۹۴۶ء، ص:۲۵۹

۳۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ۔ محروم کی قومی شاعری مشمولہ: ہندوستان کی تحریکِ آزادی اور اُردو شاعری، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء ص:۵۰۸

۴۔ جگن ناتھ آزاد، تمہید، کاروانِ وطن تلوک چند محروم، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۶۰ء، ص:۱۲

۵۔ تلوک چند محروم، کاروانِ وطن، ص:۴۳

۶۔ ڈاکٹر سیّد عبداللہ، تلوک چند کی شاعری، مشمولہ: سخن ور نئے اور پرانے، لاہور: مغربی پاکستان اکیڈمی، اشاعتِ ثانی، ۱۹۷۶ء، ص:۱۴۱

۷۔ تلوک چند محروم، گنجِ معانی، دہلی: دہلی کتاب گھر، اشاعت ثانی، ۱۹۵۷ء، ص:۴۴، ۴۵

۸۔ ڈاکٹر سیّد عبداللہ، تلوک چند کی شاعری، ص:۱۴۱

۹۔ سر عبدالقادر، دیباچہ گنجِ معانی، ص:۱۲

۱۰۔ عبدالقادر سروری، جدید اُردو شاعری، ص:۲۲

۱۱۔ تلوک چند، گنجِ معانی، ص:۲۳۵

۱۲۔ ایضاً، ص:۲۱۵

۱۳۔ ایضاً، ص:۲۶۲

۱۴۔ اکبر الٰہ آبادی، بحوالہ نکتۂ راز شان الحق حقی، کراچی: عصری کتب، ۱۹۷۲ء، ص: ۴۰۵

۱۵۔ تلوک چند محروم کی شعری تصنیف ''نیرنگِ معانی'' کے عنوانات ہیں جن کے تحت کلامِ محروم کی مختلف فکری جہتیں نمایاں ہوتی ہیں۔

۱۶۔ تلوک چند محروم، رُباعیات محروم، دہلی: کتاب گھر، ۱۹۵۱ء، ص: ۶۲

۱۷۔ شان الحق، نکتہ راز، ص: ۳۰۶

☆......☆......☆